سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۳۵

حیاتِ دائمی کی راحتیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۳۵

حیاتِ دائمی کی راحتیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : حیاتِ دائمی کی راحتیں

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ مواعظ : ۲۱ ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۹۸ء بروز جمعۃ المبارک
۷ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۹۸ء بروز پیر

ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۴ مارچ ۲۰۱۵ء بروز بدھ

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080 اور +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کو ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

حیاتِ دائمی کی راحتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ ھِیَ رَمِیْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَھَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ؕ وَ ھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۹﴾[1]

روزِ محشر دوبارہ زندہ ہونے پر ایک اشکال کا جواب

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے جو یہ آیتیں نازل فرمائی ہیں مفسرین لکھتے ہیں کہ اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ عاص ابنِ وائل نامی کافر وادیٔ مکہ سے ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آیا اور ہاتھ سے مسل کر اس کا چورا ہوا میں اُڑا دیا پھر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو للکارا کہ کیا اللہ اس ہڈی کو دوبارہ پیدا کرسکتا ہے؟ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ ان ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے؟ وَ ھِیَ رَمِیْمٌ جبکہ وہ بوسیدہ اور چورا چورا ہوگئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس نالائق کو یہ جواب دیجیے قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَھَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ جو پہلی دفعہ پیدا کرسکتا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے، خلقِ اوّل زیادہ مشکل کام ہے، دوبارہ پیدا کرنا مشکل کام نہیں ہے۔ وَ ھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ اور جہاں جہاں تمہاری ہڈیوں کا چورا اُڑ کر جائے گا یا پانی میں بہہ جائے گا یا آگ

---

[1] یٰسٓ: ۷۸، ۷۹

میں جل کر راکھ بن کر ہواؤں میں اڑ جائے گا،اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کا پورا پورا علم رکھتا ہے کہ وہ کہاں ہے،یہ ہڈیاں جہاں بھی ہیں، میرے دائرۂ علم سے خارج نہیں ہیں،وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ اللہ اپنی ہر مخلوق کا علم رکھتا ہے۔اللہ کے دائرۂ علم سے کوئی مخلوق خارج نہیں ہوسکتی۔ایسا خداخدا ہی نہیں ہوسکتا جو اپنی مخلوق سے بے خبر ہو۔لہٰذااللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمادیا وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ اللہ اپنی مخلوق کو ہر حالت میں جانتا ہے چاہے وہ پانی میں ڈوب کر مرے اور اسے مچھلیاں کھاجائیں،چاہے اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہوکر ہواؤں میں اُڑجائیں، چاہے انہیں جلاکر راکھ کردیاجائے جیسے ہندومردہ کو جلادیتے ہیں،غرض اس کے جسم کے اجزا جہاں جہاں بھی ہیں ہمارے علم کے دائرے میں ہیں۔

تخلیقِ انسانی کا عجیب وغریب غیبی نظام

میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم عجیب و غریب تھے، اللہ والوں کے علوم بھی عجیب و غریب ہوتے ہیں،کتابوں کے علوم تو محدود ہوتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ کے عاشقوں اور اللہ والوں کو علوم عطا ہوتے ہیں تو آسمانی علم پابندِ زمین نہیں ہوتا کیوں کہ غیر محدود اللہ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔تو میرے شیخ نے فرمایا کہ میرے اللہ تعالیٰ نے یہ جواب کیوں دیا کہ جس نے پہلی دفعہ پیدا کیا وہی دوبارہ پیدا کردے گا۔تو فرمایا کہ اس قطرے میں سمندر ہے، اس چھوٹی سی آیت میں اللہ نے علم کا سمندر رکھ دیا کہ قیامت کا انکار کرنے والے دہریو! تم کو یہی اشکال ہے نا کہ جب ہم مٹی میں مل جائیں گے، آگ میں جل کر راکھ ہوکر ہواؤں میں اُڑجائیں گے،پانی میں مچھلیاں کھاجائیں گی تو اللہ تعالیٰ ہم کو ڈھونڈ نہیں سکیں گے کہ میرا بندہ کہاں گیا؟

آہ میرے شیخ کا علمِ عظیم دیکھو! فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جس نے پہلی دفعہ تم کو سارے عالم سے جمع کیا ہے وہی دوبارہ پھر جمع کرے گا۔کیوں کہ تم کس چیز سے پیدا ہوئے ہو؟

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ[۱]

ہم نے تم کو باپ کے نطفہ سے پیدا کیا۔

اور باپ کی منی کس چیز سے بنتی ہے؟خون سے۔اور خون کس سے بنتا ہے؟ روٹی سے۔اور روٹی کہاں سے آتی ہے؟غذاؤں سے۔ اور غذائیں کہاں سے آتی ہیں؟اگر اللہ تعالیٰ کسی کو مدینے شریف کی کھجور کے اجزا سے پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے باپ کو حج پر بھیج دیتے ہیں اور وہ مدینے شریف کی کھجور کھاتا ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کسی کو زم زم کے پانی کے ذریعے پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے باپ کو حج نصیب کرتے ہیں اور وہ زم زم پیتا ہے۔اگر کسی کو آسٹریلیا کے گندم سے پیدا کرنا ہے تو پاکستان کی حکومت مجبور ہوگی کہ آسٹریلیا سے گندم درآمد کرے۔اگر کوئٹہ کی بکریوں سے پیدا کرنا ہے تو کوئٹہ کے پہاڑوں کی بکریاں کراچی آئیں گی اور اس کا باپ مارکیٹ میں وہی بکری خریدے گا۔اگر دریائے سندھ کی مختلف معدنیات کے ذرّات سے اللہ کو پیدا کرنا ہے تو دریا کے ذریعے ان ذرات کو امانت کے ساتھ اس کے باپ کے پیٹ میں پہنچا دیا جائے گا۔اگر اللہ تعالیٰ کشمیر کے سیب سے اس کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس سیب کو اس کے باپ تک پہنچائیں گے،اس کا کوئی کشمیری دوست آئے گا اور اس کے لیے سیب کا ہدیہ لائے گا۔اگر کسی کو اخروٹ سے پیدا کرنا ہے اور وہ اخروٹ سوات میں ہے تو اللہ تعالیٰ وہ اخروٹ بھی اس کے باپ تک پہنچا دے گا۔اگر لبنان کے کیلوں میں ہے جو مکہ شریف میں بھی نظر آتے ہیں تو اس کو حج کے لیے بھیجیں گے اور وہ مکہ شریف میں سارے عالم کی چیزیں کھائے گا۔تو باپ کی غذائیں سارے عالم میں پھیلی ہوئی ہیں،یہ آسٹریلیا کی گندم میں تھا، یہ مکہ شریف کے کھجوروں میں تھا، لبنان کے کیلوں میں تھا، کشمیر کے سیبوں میں تھا، کوئٹہ کی بکریوں میں تھا،اس کی غذا کے اجزا جہاں جہاں چھپے ہوئے تھے اللہ کے علم میں تھے،اللہ نے ساری غذائیں اس کے باپ تک پہنچا کر اس سے خون پیدا کیا،پھر منی پیدا کی اور

[۱] یٰسٓ:۷۷

مٹی میں بھی وہ ذرات جو علمِ الٰہی میں تھے، جن سے انسان کو پیدا کرنا تھا، سارے عالم کے منتشر اجزا کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علمِ کامل سے اس کے ماں باپ تک پہنچا کر ان سے خون بنا کر انسان کو تخلیق فرمایا۔

روزِ محشر انسانی اجسام کے اجزائے منتشرہ کا جمع ہونا

تو میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب فرماتے تھے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب میں پہلی دفعہ سارے عالم سے منتشر اجزا جمع کر کے ان سے تم کو پیدا کر چکا ہوں، اب تم جہاں بھی جاؤ، پانی میں چھپ جاؤ، ہواؤں میں اڑ جاؤ، دنیا بھر میں جہاں بھی تم پھیل جاؤ اللہ تعالیٰ تم کو جمع کرلیں گے اور فرمائیں گے کہ دوبارہ پیدا ہو جاؤ۔ اسی لیے قیامت کے دن انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے سے کچھ دیر پہلے اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں جب سخت دھوپ ہوتی ہے تو زمین چٹیل ہو جاتی ہے مگر بارش کے بعد سب جگہ سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے، اسی طرح قیامت کے دن بارش کے بعد میدانِ محشر میں انسان ہی انسان نظر آئیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔ میرے شیخ کی تقریر کتنی پیاری ہے، انہوں نے کس قدر پیاری دلیل دی ہے کہ قُلۡ یُحۡیِیۡهَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ اے میرے نبی! آپ عاص ابنِ وائل سے فرما دیجیے کہ جس اللہ نے سارے عالم میں پھیلے ہوئے اجزا سے جمع کر کے تجھے پیدا کیا ہے وہی اللہ سارے عالم میں بکھرے ہوئے تیرے اجزا اکٹھا کر کے تجھے دوبارہ پیدا کر دے گا۔

مدینہ منورہ میں موت پر بشارت

جب قیامت قائم ہو گی تو سب سے پہلے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھیں گے، پھر جو جنت البقیع میں دفن ہوں گے وہ اُٹھائے جائیں گے، اس کے بعد مکے شریف والے اٹھائیں جائیں گے۔ اسی لیے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس سے ہو سکے وہ جنت البقیع میں دفن ہو، اور مدینے کی موت مانگو، کیوں کہ میں اس کے لیے سفارش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مدینے شریف کی موت نصیب فرمائے، آمین۔

جمعہ کے دن میں موت کی فضیلت

اور جس کو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں موت نصیب ہوگی اللہ تعالیٰ اس کو بھی بے حساب بخشے گا۔ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَامِنْ مُّسْلِمٍ مَاتَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ وَقَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ[۳] اَیْ مِنْ سُؤَالِهٖ وَعَذَابِهٖ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو جمعہ کے دن یا رات میں مرے اور اللہ تعالیٰ اس کو عذابِ قبر سے نجات نہ عطا فرمائیں۔ یہاں مِنْ کا اضافہ کیوں ہے؟ محدثِ عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ کے نام سے گیارہ جلدوں میں عربی زبان میں لکھی ہے۔ ملّا علی قاری ہرات کے رہنے والے تھے اور جنت المعلیٰ مکہ شریف میں ان کی قبر ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مُسْلِمٌ سے پہلے مِنْ کیوں داخل کیا؟ اس میں کیا راز ہے؟ فرماتے ہیں فَاِنَّ اَضَافَتَ مِنْ تُفِیْدُ الْعُمُوْمَ یہ مِنْ کا اضافہ عام فائدہ دے رہا ہے لِیَدْخُلَ فِیْهِ الْفُسَّاقُ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ تاکہ مسلمانوں میں جو گناہ گار ہیں وہ بھی اس فضیلت میں داخل ہو جائیں، اس فضیلت میں ہر مسلمان شامل ہو جائے، نیک مسلمان بھی اور گناہ گار مسلمان بھی۔ بس شرط صرف اتنی ہے کہ اسلام پر خاتمہ ہو۔ کلمہ پر، ایمان پر مرا ہو۔

ملّا علی قاری فرماتے ہیں فَاِنَّ هٰذَا الْحَدِیْثَ یَحْتَمِلُ الْاِطْلَاقَ وَالتَّقْیِیْدَ یہ حدیث مطلق بھی ہوسکتی ہے اور مقید بھی ہوسکتی ہے۔ مطلق کے معنیٰ ہیں کہ قیامت تک اس سے حساب نہ ہو اور مقید کے معنیٰ ہیں کہ صرف جمعہ کے دن عذاب نہ ہو، سنیچر کے دن سے عذاب شروع ہو جائے۔ تو فرماتے ہیں وَالْاَوَّلُ هُوَ الْاَوْلٰی بِالنِّسْبَةِ اِلٰی فَضْلِ الْمَوْلٰی اطلاق اوّل نمبر ہے اور اوّل اولیٰ ہے کیوں کہ مطلق رکھنے میں اللہ تعالیٰ کے فضل پر نظر رہے گی، یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ قیامت تک حساب نہ ہو، یہ نہیں کہ جمعہ کے دن تو چھوڑ دیا اور سنیچر سے پھر پکڑ لیا۔ آہ! اللہ تعالیٰ اس محدث کو جزائے عظیم دے۔ اس کے بعد ملّا علی قاری

---

[۳] کنز العمال: ۷/۱۹، (۲۱۰۸۳)، فصل فی فضائل الجمعة والترغیب فیها، مؤسسة الرسالة

فرماتے ہیں کہ اس فضیلت پر اشکال مت کرو وَهٰذَا كُلُّهٗ لَيْسَ فِيْهِ مَدْخَلٌ لِّلْقِيَاسِ، اس حدیث کی فضیلت پر عقل و قیاس مت لڑاؤ وَاِنَّمَا فِيْهِ تَسْلِيْمٌ وَالْاِنْقِيَادُ لِقَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی، ارشادِ مبارک پر اعتماد کرو کیوں کہ ہمارا نبی سچا ہے۔[۴]

اللہ تعالیٰ کی زمان، مکان اور انسان کو افضلیت دینے کی قدرت

محدثِ عظیم ملّا علی قاری فرماتے ہیں کہ پھر بھی میں عقل کے سوال کا جواب دیتا ہوں تاکہ عقل کے پجاری، عقل بندے بھی ایمان سے محروم نہ رہیں۔ وہ جواب یہ ہے کہ جو اللہ کسی مکان کو، کسی زمین کو یہ عزت دے سکتا ہے کہ کعبہ شریف میں حرم کے قریب کسی کا مکان ہے، اس نے سعودیہ کے بادشاہ کو خط لکھا کہ میں اپنا گھر کعبہ شریف میں دینا چاہتا ہوں، سعودیہ کے بادشاہ نے اس کو قبول کرلیا اور اس کے گھر کو گرا کر حرمِ کعبہ کی زمین میں شامل کردیا۔ اب کعبہ شریف میں شامل ہوکر، کعبہ شریف کی صحبت کی برکت سے اس گھر کی زمین پر جو بھی نماز پڑھے گا تو اس کو ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملے گا۔

ملّا علی قاری محدثِ عظیم فرماتے ہیں کہ جب اللہ کسی زمین کو یہ عزت دے سکتا ہے، کعبہ شریف کی زمین کو خدا اتنی عزت دے سکتا ہے، تو کیا جمعہ کے زمانے کو نہیں دے سکتا؟ جو اللہ زمین کو عزت دے سکتا ہے کہ وہاں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے تو وہ زمانے کو بھی عزت دے سکتا ہے۔ اللہ زمان و مکان، زمین و زمانے دونوں کو شرف دے سکتا ہے، وہاں مکہ شریف کی زمین کو عزت دی اور یہاں جمعہ کے زمانے کو دے دی۔

تو جو اللہ تعالیٰ زمین کو شرف دے سکتا ہے وہ وقت اور زمانے کو بھی دے سکتا ہے اور انسانوں کو بھی دے سکتا ہے، مثلاً ایک شخص فاسق ہے، نافرمانی میں مبتلا ہے، اچانک کسی مصیبت میں مبتلا ہوگیا اور کسی ولی اللہ سے دعا کرانے گیا اور وہیں اللہ کو پاگیا۔ تو وہ اس مصیبت کو مبارک باد پیش کرتا ہے کہ نہ یہ مصیبت آتی، نہ ہم کسی ولی اللہ کے پاس جاتے، نہ اس کی

---

[۴] مرقاۃ المفاتیح: ۳/۲۱۵، باب الجمعۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

صحبت کی پیوند کاری نصیب ہوتی اور نہ اللہ کی یاری ملتی۔

صحبتِ اہل اللہ کے فوائد کی تمثیل

لوگ کہتے ہیں کہ اللہ والوں کی صحبت سے کیا ہوتا ہے؟ وہ زمین جس پر پہلے بیت الخلاء بھی تھا، جب اس کے مالک نے وہ زمین کعبہ شریف کو وقف کردی اور وہ زمین کعبہ شریف میں داخل ہوگئی اور کعبہ کی زمین کی صحبت میں شامل ہوگئی تو اب اس پر بھی ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہوگیا، یہ ہے صحبت کا فائدہ۔ اسی طرح اللہ والوں کی صحبت سے بھی خراب دل والے ولی اللہ ہوجاتے ہیں۔

جمعہ کے دن موت کی فضیلت حاصل کرنے کا نسخہ

پھر فرماتے ہیں کہ اب ایک اشکال اور ہے کہ جب قیامت کے دن جمعہ کے دن یا رات میں مرنے والا پیش ہوگا تو وہاں اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ آہ! اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے فرماتے ہیں کہ ان شاء اللہ! وہاں بھی کام بن جائے گا۔ اللہ ہم سب کو جمعہ کی موت نصیب فرمائے، کم از کم دعا کرتے رہو، اگر جمعہ کے دن نہ بھی مرے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ فضل کردے گا کہ جمعہ کی موت میرے بندے کے اختیار میں نہیں تھی، لیکن وہ اپنی زندگی میں دعا مانگا کرتا تھا تو جو فضیلت جمعہ کے دن مرنے والوں کو ملے گی وہ اس کو بھی دے دیتا ہوں۔ ہمارا کام رونا ہے، ہمارا کام مانگنا ہے، ان کا کام دینا ہے۔ جمعہ کے دن موت ہمارے اختیار میں نہیں ہے، اگر کوئی زبردستی جمعہ کے دن گلے میں پھندا لگا کر مرجائے تو اس پر تو حرام موت کا مقدمہ چل جائے گا لہٰذا یہ صرف مانگنے کی چیز ہے، بس اللہ سے مانگتے رہو اور اللہ کی رحمت سے امید رکھو کہ اگر کسی وجہ سے جمعہ کے دن موت نہ آئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ! اللہ تعالیٰ کو پیار اور رحم ضرور آئے گا کہ میرا بندہ جمعہ کے دن کی موت مانگا کرتا تھا مگر اس کی قسمت میں میں نے جو لکھا تھا وہ ہوا، اب اس کا جو مقصد ہے وہ میں اپنے دستِ رحمت سے پورا کردیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی شان عجیب وغریب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل کی مثال

ایک بھیک منگا جارہا تھا، راستے میں بادشاہ کا محل آیا، وہاں اس کو پولیس والوں نے پکڑ لیا اور نہلا دھلا کر بادشاہ بنادیا۔ اس نے کہا کہ ہمیں بادشاہ کیوں بنایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا بادشاہ مر گیا ہے اور مجلسِ شوریٰ نے منظوری دی ہے کہ جو سب سے پہلے بادشاہ کے محل کے دروازے پر آئے گا اس کو بادشاہ بنادیا جائے گا۔ جب شاہی دربار لگا تو وہ فقیر بڑے ٹھاٹھ سے کرسی پر بیٹھ گیا اور دربار میں سارے فیصلے صحیح کیے حالاں کہ سات پشت سے بھیک منگا تھا۔ جب اجلاس ختم ہوا تو دو وزیروں کو بلایا کہ میری بغل میں ہاتھ لگا کر مجھے آدابِ شاہی کے ساتھ شاہی محل میں لے چلو، ایک وزیر نے کہا کہ آپ سے ایک سوال کرتا ہوں، آپ تو سات پشت سے فقیر تھے، شاہی محل تو دور کی بات آپ نے تو کبھی تھانے دار کو بھی نہیں دیکھا، پھر آپ کو یہ شاہی آداب کس نے سکھا دیے؟ اس نے کہا کہ جو خدا بھِک منگے کو سلطنت دے سکتا ہے وہ اسے آدابِ سلطنت بھی سکھا سکتا ہے۔ جو اللہ بڑے بڑے شرابی، زانی، بدکاروں کو ولی اللہ بنا کر انہیں آدابِ ولایت سکھا سکتا ہے وہ اللہ سات پشتوں کے فقیر کو آدابِ سلطنت بھی سکھا سکتا ہے۔

جگر مرادآبادی کے تائب ہونے کا قصہ

جگر صاحب نے تقریباً پچاس برس شراب پی تھی مگر حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اللہ کے ولی کے پاس گئے، ان کے ہاتھ پر توبہ کی اور ان سے دعائیں کروائیں کہ حضرت چار چیزوں کی دعا کردیجیے، نمبر ایک میں شراب چھوڑ دوں، نمبر دو ایک مٹھی داڑھی رکھ لوں، نمبر تین حج کر آؤں، اور نمبر چار میرا خاتمہ ایمان پر ہوجائے۔ جگر مرادآبادی آل انڈیا شاعر تھے، شعر بہت غضب کا پڑھتے تھے، آواز بھی غضب کی تھی۔

جگر صاحب تھانہ بھون سے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کرکے واپس آئے اور شراب چھوڑ دی۔ یو پی کے ڈاکٹروں کے بورڈ نے کہا کہ اگر تھوڑی بہت نہ پیوگے تو بیمار ہوجاؤگے اور مر جاؤگے۔ جگر صاحب نے ڈاکٹروں کے بورڈ سے کہا کہ اگر میں

پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا؟ انہوں نے کہا کہ دس سال تک اور جی جاؤ گے۔ فرمایا کہ جب دس سال کے بعد شراب پیتے ہوئے مروں گا تو اللہ کے یہاں میرا کیا حال ہوگا؟ اس وقت میں اللہ کے غضب کے سائے میں مروں گا اور اگر شراب چھوڑنے سے ابھی مر جاؤں گا تو اللہ کی رحمت کے سائے میں مروں گا لہٰذا جگر کو ابھی اپنی موت عزیز ہے کہ میرا اللہ راضی ہو اور میں اس کی رحمت کے سائے میں اس کے پاس جاؤں، میں اللہ کی نافرمانی کی دس سالہ زندگی نہیں چاہتا۔ ان کی ہمت کی برکت سے اللہ نے ان کو صحت دے دی۔ پھر یہ حج کرنے گئے تو ہندوستان سے داڑھی رکھ کر گئے، ادائیگیِ حج کے دوران آئینے میں اپنی شکل دیکھنے کا موقع نہ ملا، چار مہینے کے بعد جب ہندوستان واپس آئے اور آئینے میں اپنی شکل دیکھی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق کیسی پیاری شکل بن گئی، اللہ والوں جیسی شکل بن گئی ہے، اللہ کے پیاروں کی شکل میں آگیا ہوں تو اسی وقت بمبئی میں ایک شعر کہا۔ جب میں بمبئی گیا تو وہاں کے لوگوں نے مجھے بتایا کہ جگر مراد آبادی کا یہ شعر بمبئی کا ہے۔ جگر نے آئینے میں اپنی شکل و داڑھی دیکھ کر یہ شعر کہا۔

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

ایک بار جگر کسی کام سے میرٹھ گئے، وہاں جس ٹانگے پر بیٹھے تو ٹانگے والا یہی شعر پڑھ رہا تھا، اس کو خبر نہیں تھی کہ آج جگر میرے ٹانگے پر بیٹھے ہیں۔ جب اس نے مست ہو کر یہ شعر پڑھا تو جگر صاحب رونے لگے اور کہنے لگے کہ واہ رے میرے اللہ! آپ نے اس شعر کو کیا قبول کیا ہے کہ بمبئی میں کہا گیا شعر میرٹھ والوں تک پہنچ گیا اور وہ بھی میرا شعر پڑھ رہے ہیں۔

اُمیدِ رحمتِ الٰہیہ

دوستو یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور فضل عظیم الشان ہے، اگر گناہوں سے نہ بھی نکل سکو تو بھی اللہ کی ذات سے کبھی ناامید نہ ہو، بس ان کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہو، اللہ سے مانگتے رہو۔

بیٹھے گا چین سے اگر کام کے کیا رہیں گے پَر
گو نہ نکل سکے مگر پنجرے میں پھڑپھڑائے جا

کھولیں وہ یا نہ کھولیں دَر اس پر ہو کیوں تیری نظر
تو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا

ان شاء اللہ ایک دن دروازہ کھل جائے گا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے
عاقبت بینی ازاں در ہم سرے

اگر تم اللہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہو گے تو اس دروازے سے ایک نہ ایک دن ضرور کوئی سَر ظاہر ہو گا۔ لہٰذا مانگتے رہو کہ اللہ میری اصلاح کر دے، اللہ میری اصلاح کر کے مجھ کو اپنے پیار کے قابل بنادے، میری صورت کو اور سیرت کو اپنے پیار کے قابل بنادے، ہم خود سے بننا چاہتے ہیں مگر نہیں بن پاتے، اگر ہم خود بن جاتے تو پھر آپ سے کیوں فریاد کرتے؟ میری یہ فریاد اور میری یہ آہ و زاری دلیل ہے کہ ہماری طاقتیں ہمارا ساتھ نہیں دے رہی ہیں، ہمارے ارادے ہماری ہمتیں ہمیں کامیاب نہیں کر رہی ہیں جب ہی تو آپ سے رو رہے ہیں۔ اللہ سے رونے والے کے یہ آنسو عرشِ اعظم پر محفوظ کر دیے جاتے ہیں، ایک نہ ایک دن دروازہ کھلے گا اور اسے جذب کر لیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ جذب کی ایک مثال

ایک بادشاہ اپنے محل کی فصیل پر کھڑا تھا، ایک اللہ والے نے اس سے کہا کہ مجھے اپنے پاس بلالو، بادشاہ نے ایک رسی پھینکی اور کہا کہ اس کو پکڑ لیں، میرے سپاہی آپ کو کھینچ لیں گے، جب سپاہیوں نے انہیں کھینچا اور وہ اوپر چڑھ گئے تو بادشاہ نے پوچھا کہ آپ اللہ والے کیسے بنے؟ اللہ آپ کو کیسے ملا؟ انہوں نے کہا کہ جیسے میں آپ کو ملا ہوں، آپ نے ہمیں کھینچ لیا، ہم بادشاہ سے مل گئے، اور جس اللہ نے آپ کو سلطنت دی ہے اس نے ہمیں کھینچ لیا تو ہمیں

اللہ مل گیا۔ لٰہذا اللہ تعالیٰ سے روتے رہو، ناامید نہ ہو، اپنے گناہوں کو مت دیکھو، مایوس نہ ہو کہ مجھ جیسے نالائق اور ناپاک کو اللہ کیسے اپنا بنا سکتا ہے؟

ماں کی محبت اللہ تعالیٰ کی ادنیٰ بھیک کا صدقہ ہے

ماں باپ کی محبت کون پیدا کرتا ہے؟ اللہ۔ تو خود اس کی محبت کیسی ہو گی؟ ماؤں کو محبت کرنا اللہ ہی سکھاتا ہے۔ دیکھو! ماں کے اوپر بچہ کھیل رہا ہے اچانک اس کو موشن ہو گئے، ماں اس کو نہلاتی دھلاتی ہے یا نہیں؟ اور ہلکے سے کان بھی کھینچتی ہے کہ بیٹا یوں بے موقع موشن نہ کیا کرو۔ لیکن بچے کی اس حرکت سے کیا ماں کی محبت ختم ہو جاتی ہے؟ تو ہمارے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے ختم ہو جائے گی؟ معافی کی درخواستیں لگاتے رہو اور توبہ کرتے رہو، اگر چھوٹا بچہ چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اماں سے کہے کہ اماں میں معافی مانگتا ہوں، تو بس بات ختم ہو جاتی ہے، حالاں کہ ماں جانتی ہے کہ یہ دوبارہ یہی حرکت کرے گا۔ کیا چھوٹے بچے کے معافی مانگنے سے ماں مطمئن ہو جاتی ہے کہ اب یہ بے موقع موشن نہیں کرے گا؟ پھر بھی اس کو معاف کر کے مطمئن کر دیتی ہے۔

توبہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا بھی یہی دستور ہے، حدیث شریف میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ[۵] اللہ تعالیٰ اس بندے سے بھی محبت کرتا ہے جو مومن ہے مگر اس سے بار بار گناہ ہو جاتا ہے مگر وہ فتنۂ معصیت کے باوجود توبہ کرتا رہتا ہے، اللہ سے روتا رہتا ہے، سجدے میں ناک رگڑتا رہتا ہے، اشکبار آنکھوں سے معافی مانگتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو بھی اپنے دائرۂ محبت سے خارج نہیں کرتے۔ اب میں قرآنِ پاک کی آیت سے ثابت کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ[۶] اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے بندوں کو اپنے دائرۂ محبت سے نہ موجودہ حالت میں خارج کریں گے نہ آیندہ مستقبل میں کبھی خارج کریں گے کیوں کہ یُحِبُّ

---

۵ کنز العمال: ۲۰۹/۴ (۱۰۱۸۶)، فصل فی فضل التوبۃ والترغیب فیھا، مؤسسۃ الرسالۃ

۶ البقرۃ: ۲۲۲

مضارع ہے، مضارع میں حال و استقبال دونوں زمانے ہوتے ہیں یعنی معافی مانگنے کی برکت سے ہم تم سے آج بھی محبت کرتے ہیں اور اگر آیندہ بھی اگر تم نے اپنی کسی غلطی پر معافی مانگی تو آیندہ بھی تم کو معاف کرکے تم سے محبت کرتے رہیں گے۔

تقویٰ اختیار کرنے پر ولایت کی بشارت

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر بہت بڑا انعام فرمایا ہے کہ ہمارے گندے اور ناپاک میٹیریل کو اپنی دوستی کے لیے قبول فرمالیا۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جس وقت ماں کے پیٹ میں تمہاری تخلیق اور تعمیر ہوتی ہے میں اس وقت بھی تم سے خوب باخبر رہتا ہوں۔ اس کے باوجود کہ تمہارا میٹیریل اور اجزائے تعمیریہ بالکل ناپاک ہیں اتنی بڑی پاک ذات کا مالک تمہارے تقویٰ کی برکت سے تم کو اپنا ولی، اپنا دوست بنانے کے لیے تیار ہے، یہ معمولی انعام نہیں ہے۔

اللہ وظائف سے نہیں تقویٰ سے ملتا ہے

اللہ کا ولی بننے کے لیے بڑے بڑے وظیفوں کی ضرورت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم آدھی رات کو دریا میں جاؤ اور گردن تک پانی میں ڈوب کر وظیفے پڑھو یا قبرستان میں ٹوٹی ہوئی قبر میں لیٹ کر وظیفے پڑھو۔ اللہ نے اپنی دوستی کے لیے کسی وظیفے کی شرط نہیں لگائی، صرف ایک شرط لگائی ہے کہ جس کام سے ہم ناراض ہوتے ہیں تم ہم کو ناراض کرکے وہ کام نہ کرو اور آرام سے ولی اللہ بن جاؤ۔ کیوں کہ ہر گناہ میں پریشانی، ذلت و خواری، بے چینی اور بے عزتی ہے، صحتِ جسمانی کی بھی خرابی ہے اور صحتِ روحانی کی بھی خرابی لازم ہے۔ ہم تم کو مصیبتوں سے، بے عزتی کے کاموں سے، جسمانی اور روحانی صحت کی خرابیوں سے بچانے کے لیے اور اپنی دوستی حاصل کرنے کے لیے ایک راستہ بتاتے ہیں کہ تم گناہوں کے نجس کنکر پتھر جیسی خراب چیزوں کو اپنے قلب کی جھولی سے پھینک دو اور اپنے مولیٰ کو حاصل کرلو۔

اجتنابِ معصیت پر عطائے نسبت

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک بزرگ

نے جب گناہ سے توبہ کی، اور ان کو دل میں مولیٰ مل گیا تو وہ یہ شعر پڑھ کر مست ہوتے تھے۔ آہ! عجیب و غریب شعر ہے۔ جس کو اللہ مل گیا جس کی کوئی مثل نہیں ہے، لیلاؤں کی تو مثل بھی ہے، لیکن جس کو اللہ ملتا ہے تو وہ بے مثل ذات کو اپنے دل میں رکھتا ہے اسی لیے خود بھی بے مثل ہو جاتا ہے، لذتِ بے مثل سے آشنا ہو جاتا ہے اور اس کو دنیا ہی میں جنت سے افضل نعمت حاصل ہو جاتی ہے یعنی خالقِ جنت مل جاتا ہے۔ اس پر میرا الیسٹر کا میڈ اِن لندن شعر سنیے ؎

مانا کہ میر گلشن جنت تو دور ہے
عارف ہے دل میں خالقِ جنت لیے ہوئے

حفاظتِ نظر کا حکم انسانی فطرت کے عین مطابق ہے

اللہ نے ہم کو لیلاؤں سے بچایا تا کہ ہم اپنی بیوی کے علاوہ کسی کی بیوی کو نہیں دیکھیں۔ آپ کی بیوی کو اگر کوئی بُری نظر سے دیکھے اور کہہ دے کہ صاحب میں بہت مجبور ہوں، آپ کی بیوی کی ناک کی اٹھان اور چہرے کا حسن غضب کا ہے، مجھے دیکھنے پر معاف کر دیں۔ تو کیا آپ معاف کر دیں گے؟ یا کہیں گے کہ ابھی جوتے لگیں گے۔

جب آپ شریف آدمی ہو کر گوارا نہیں کرتے کہ کوئی آپ کی بہو، بہن، بیٹی، بیوی کو دیکھے تو آپ بھی کسی کی بیوی کو، کسی کی بیٹی کو، کسی کی بہن کو نہ دیکھیں۔ اب اگر کوئی بے غیرتی ہی پر اتر آیا ہو تو وہ مستثنیٰ ہے ہم اس کو نہیں کہتے، لیکن اگر کسی میں ذرا بھی شرافت اور دل میں ذرا بھی غیرتِ انسانی ہو تو وہ اللہ کے احکام کو سمجھ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو تقویٰ کا حکم دیا ہے وہ ہماری فطرت کے مطابق دیا ہے، ہم خود بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہماری بہن، بیٹی اور بیوی کو کوئی نہ دیکھے۔

نعمتِ قربِ الٰہی افضلِ نعمائے عالم ہے

تو جب ان بزرگ کو اللہ تعالیٰ کی ذات مع اپنی تجلیات اور مع اپنی صفات قلب میں

محسوس ہوئیں تو انہوں نے یہ شعر پڑھا؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

یہ کون آیا کہ ساری کائنات میں اور سورج چاند میں لوڈشیڈنگ محسوس ہورہی ہے، سلاطین کے تخت و تاج نیلام ہورہے ہیں، لیلائے کائنات کے نمکیات نگاہوں سے گرے ہوئے نظر آرہے ہیں، ان کے گراؤنڈ فلور کے گندے مقامات کی بدبودار اور مردار راہیں نگاہوں سے گر رہی ہیں، پاپڑ بریانی اور دنیا کی جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اس منعمِ حقیقی کی تجلیات کے ظہور کے بعد نگاہوں سے گِری جارہی ہیں۔ آہ! میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ شعر پڑھ کر مست ہوجاتے تھے اور آنسو بہاتے تھے اور ایک شعر اور پڑھتے تھے؎

بس ایک بجلی سے پہلے کوندی پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے
مگر پہلو کو جو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

اور میرا شعر ہے، گو کہ یہ شعر اختر کا ہے، مگر میرے بزرگوں کی جوتیوں کا صدقہ ہے، اس میں اختر کا کوئی کمال نہیں؎

مانا کہ میرؔ گلشنِ جنت تو دور ہے
عارف ہے دل میں خالقِ جنت لیے ہوئے

جو اپنے دل میں خالقِ جنت لیے ہوئے ہو اس کی مستی کا کیا عالم ہوگا؟ اور اللہ کو پانے کے لیے کیا چیز چھوڑنی پڑتی ہے؟ گناہ۔ میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ بتاؤ! جتنے گناہ ہیں وہ خراب چیز ہیں یا اچھی چیز ہیں؟ اگر ہمارا مولیٰ ہمارا خراب مال لے کر اپنی ذات عطا فرمادے تو ہمارا خوں بہا کتنا قیمتی ہوگا۔ ہمارے اس خونِ آرزو کی قیمت اللہ نے کتنی زیادہ رکھی ہے۔

زخمِ حسرت پر حلاوتِ ایمانی کی بشارت

اللہ نے ہمیں خراب آرزوؤں کا خون کرنے کا حکم دیا ہے کہ کسی کی بہن، بیٹے یا بیٹی کو مت دیکھو، خراب آرزو کو پورا مت کرو، اپنی حرام خوشیوں کا خون کرلو کیوں کہ یہ خوشی تم کو

رُسوا کر دے گی، ذلیل کر دے گی، مولیٰ سے دور کر دے گی اس لیے اس خوشی کو ترک کر دو، ان لیلاؤں کو چھوڑ دو۔ اگر جنت کے بارے میں تم کہو کہ اے اللہ! جنت تو اُدھار ہے مگر لیلیٰ نقد ہے، سڑکوں پر پھر رہی ہے، دو کانوں میں آرہی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب سن لو کہ جب ہم نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی دیتے ہیں تو جنت تو اُدھار رکھتے ہیں لیکن تمہارا مولیٰ تم کو نقد ملتا ہے۔ جب تم گناہ چھوڑنے پر صبر کرو گے، صبر کی کڑوی گولی کھاؤ گے، نظر بچانے میں دل پر زخمِ حسرت کھاؤ گے تو اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ [۱] اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہوں گے۔

معیتِ الٰہیہ کے درجات

یہاں مَعَ یعنی ساتھ کے کیا معنٰی ہیں؟ معیت کی بہت قسمیں ہیں، پیغمبروں کی معیت اور ہوتی ہے، ان کے دل میں اللہ کی معیت اور ہوتی ہے، صدیقین اور اولیاء کی معیت اور ہوتی ہے، جو جتنا قوی ولی اللہ ہوتا ہے اتنا ہی اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق بھی قوی ہوتا ہے۔ اس تعلق مع اللہ کی بے شمار قسمیں ہیں، جتنے ولی ہیں اتنی قسمیں ہیں۔ وہ ولی جو اللہ کے لیے زیادہ غم اٹھاتا ہے اور ایک لمحہ بھی اپنے اللہ کو ناراض نہیں کرتا اس کا تعلق مع اللہ کیا اس کے برابر ہو گا جو نیکیاں بھی کرتا ہے اور کبھی کبھی نظر بازیاں بھی کرتا ہے؟ جو نیکیاں بھی کرتا ہے اور حرام لذتیں بھی کشید کرتا ہے؟

ناپاک عشق کی تمام منازل ناپاک ہیں

وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذت کو ہر وقت، ہر لحۂ حیات کشید کرتا ہے، اپنے خونِ تمنا سے اپنی مے کشید کرتا ہے، وہ اپنا مے کدہ اپنے قلب میں رکھتا ہے، اسے کسی دوسرے مے کدہ میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے خونِ تمنا اور خونِ آرزو کے صدقے میں اپنی محبت کا مے کدہ ہر وقت اس کے قلب میں آباد رکھتے ہیں۔

میرے شیخ حضرت عبد الغنی صاحب پھولپوری نے فرمایا کہ جب بندہ اللہ کو پا جاتا ہے

---

[۱] البقرۃ: ۱۵۳

اور کیا چھوڑ کر پاتا ہے؟ گراؤنڈ فلور کے نجس اور گندے مقامات کو۔ کیوں کہ ہر گناہ کا آخری مرکز وہی ہے۔ اس پر میرا شعر سن لیجیے ؎

عشقِ بتاں کی منزلیں ختم ہیں سب گناہ پر
جس کی ہو ابتدا غلط کیسے صحیح ہو انتہا

اگر کسی کو کسی حسین پر پورا قابو مل جائے تو اولیائے صدیقین تو مستثنٰی ہیں، وہ تو گناہ میں ملوث نہیں ہوں گے لیکن عام امتی کا خطرہ ہے کہ وہ گناہ میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

زخمِ حسرتِ حسنِ نامعلوم

لہٰذا دوستو! اللہ تعالیٰ نے نظر کو حرام فرما کر ہمیں گناہ سے اور گندے مقامات کی آخری منزل سے بچالیا کہ تھوڑا سا زخمِ حسرتِ حسنِ نامعلوم لے لو، کیوں کہ نظر بچاؤ گے تو حسن کا نوک پلک نظر نہیں آئے گا، جیسے ریل میں سفر کرتے وقت آپ کو درخت گزرتے نظر آئیں گے مگر آپ درخت کے پتے نہیں گن سکتے۔ تو حسینوں کو گزرنے دو، نظر بچالو تا کہ حسن کا نوک پلک اور اس کے نکتے آپ کے دائرۂ نظر میں داخل نہ ہو سکیں۔

طلوعِ آفتابِ قربِ الٰہی

اللہ تعالیٰ زخمِ حسرتِ حسنِ نامعلوم دے کر تمہیں شدتِ غمِ حسنِ معلوم سے بچارہے ہیں یعنی سانپ سے بچارہے ہیں، بس تھوڑا سا مچھر کے کاٹنے کو برداشت کرلو۔ اور اس کے بعد آپ کو کیا ملے گا؟ خونِ آرزو سے کیا ملے گا؟ اللہ تعالیٰ کے قرب کا سورج ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کائنات کو ایک سورج دیتا ہے تو مشرق لال ہو جاتا مگر اپنے عاشقوں کو جو ہر وقت خونِ آرزو اور خونِ تمنا کر کے اپنے مالک کو ایک لمحہ بھی ناراض نہیں کرتے، اس ایثار و وفاداری کے صدقے میں اللہ تعالیٰ ان کے دل کے چاروں اُفق پر بے شمار آفتاب دیتا ہے۔

انسان کے قلب میں مشرق بھی ہے، مغرب بھی ہے، شمال بھی ہے اور جنوب بھی ہے۔ اگر بندہ ہر طرف سے اللہ کا وفادار اور نمک حلال ہے، اپنے دل کے خونِ آرزو سے اپنے

مشرق، مغرب، شمال، جنوب کو سرخ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کے ہر اُفق کو بے شمار آفتابِ معرفت عطا فرماتا ہے، آفتابِ محبت عطا فرماتا ہے، آفتابِ قربِ ولایتِ خاصہ عطا فرماتا ہے، آفتابِ ولایتِ صدیقیت نصیب فرماتا ہے۔ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر یاد آگیا۔

جب کبھی وہ اِدھر سے گزرے ہیں
کتنے عالم نظر سے گزرے ہیں

یعنی جب خالقِ عالم قلب کی گلیوں میں آئیں گے تو سارے عالم کو ساتھ لائیں گے۔میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عجیب و غریب واقعہ سنایا کہ ایک شخص رند مشرب، حسن پرست، بدنگاہی کا شدید مریض جب اس نے گناہوں سے توبہ کرلی اور خونِ آرزو کی مشق کرلی اور دنیاوی لیلاؤں سے دستبرداری کرلی، یہ ہے علامتِ وفاداری۔جو دنیاوی لیلاؤں سے حکمِ الٰہی سمجھ کر دستبرداری کرلے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ[۸] اے نبی! مومنین سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں۔تو اس وفاداری کے صدقے میں جب اس کو اللہ تعالیٰ، مولائے کائنات اپنے قربِ خاص و تجلیاتِ خاص کے ساتھ قلب میں محسوس ہوا کہ دل میں کوئی آگیا ہے۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

خواجہ صاحب نے جونپور میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تھا کہ حضرت جب مولیٰ دل میں آتا ہے تو کیا اس کو پتا چل جاتا ہے کہ آج میرے قلب میں مولیٰ آگیا ہے؟ تو حضرت تھانوی نے فرمایا کہ خواجہ صاحب جب آپ بالغ ہوئے تھے تو کیا آپ کو دوستوں سے پوچھنا پڑا تھا کہ یارو بتاؤ عزیز الحسن بالغ ہوا یا نہیں؟ یا آپ کو اپنے بلوغ کا خود احساس ہوگیا تھا؟ آپ کی رفتار بدل گئی، گردن کے نشیب و فراز اور گفتار اور رفتار اور کردار سب بدل گئے۔جب روح بالغ ہوتی ہے اور اللہ کو پاجاتی ہے تو اس کی رفتار بدل جاتی ہے، اس کا

۸؎ النور:۳۰

کردار بدل جاتا ہے، اس کی گفتار بدل جاتی ہے، اس کی تمام ادائے بندگی بدل جاتی ہیں، ہر ادائے بندگی میں خوشبوئے وفاداری آجاتی ہے، اس کا سونا، اس کا جاگنا، اس کا چلنا، اس کا پھرنا، اس کی گفتگو ہر وقت، ہر ادا میں احساس ہوتا ہے کہ ہم سے کوئی حرکت ایسی نہ ہوجائے جس سے ہمارا مولیٰ ہم سے ناراض ہوجائے۔

اللہ کے قربِ عظیم کا انعام

یہی وہ غم ہے جو اللہ کے اولیاء کو عطا ہوتا ہے کہ میرا مالک کسی وقت مجھ سے ناراض نہ ہوجائے، وہ رو رو کر مصلّٰی تر کرتا ہے، سجدہ گاہوں کو تر کرتا ہے کہ اے خدا! از راہِ کرم آپ میری حفاظت کی ذمہ داری اور کفالت قبول فرمالیجیے کیوں کہ آپ کریم ہیں۔

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلب گار تیرا

لہٰذا دونوں چیزیں مانگو لَا اِلٰہَ بھی مانگو کہ اللہ تعالیٰ غیر اللہ سے ہماری جان بچادیں، ہمیں غیر اللہ سے نجات دے دیں اور اِلَّا اللہُ بھی مانگو کہ اولیائے صدیقین کی جو خطِ انتہا ہے جس کے آگے ولایت ختم ہوجاتی ہے، اس کے بعد نبوت شروع ہوتی ہے لیکن اب دروازۂ نبوت بند ہوچکا ہے، اب کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن اولیائے صدیقین کی خطِ انتہا تک کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں لہٰذا تھوڑی سی ہمت کرلو۔ جب آپ کو اللہ کے قربِ عظیم کا ذوقیہ، حالیہ، اور وجدانیہ ایمان عطا ہوگا تو آپ اعتقادیہ، عقلیہ، استدلالیہ ایمان سے آگے بڑھ جائیں گے، ان شاء اللہ۔

ایمان کی دو اقسام

ایمان کی دو قسمیں ہیں: ایک ایمان عقلیہ ہے کہ ہر آدمی کہتا ہے کہ اس کائنات کا ضرور کوئی خالق ہے اور ایمان استدلالیہ یہ ہے کہ اس پر اللہ کی مخلوقات سے استدلال قائم کرتا ہے اور ایمانِ مورثیہ یہ ہے کہ اس کے والدین مسلمان تھے۔ لیکن جب ایمان ایمانِ ذوقیہ، ایمانِ حالیہ اور ایمانِ وجدانیہ سے بدل جائے گا تب آپ کے قلب میں وجدان ہوگا، آپ واجد ہوں گے یعنی اللہ آپ کے قلب میں اپنی تجلیات کے ساتھ موجود ہوگا، اس ایمان کو

ایمانِ وجدانیہ کہتے ہیں، ایمانِ ذوقیہ کہتے ہیں، ایمانِ حالیہ کہتے ہیں۔ یہی ایمان اہل اللہ کو عطا ہوتا ہے، یہ ایمانی کیفیت ذکر کی برکت سے، گناہوں کو چھوڑنے کی برکت سے اور اہل اللہ کی جوتیاں اٹھانے کی برکت سے عطا ہوتی ہے۔

یہ میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کا فیض ہے۔ حضرت آج شام یہاں تشریف لانے والے ہیں۔ اگرچہ ابھی ان کا جہاز ایئرپورٹ سے اُڑا نہیں ہے لیکن جیسے آفتاب دور ہوتا ہے مگر اُفق پر اپنی سرخیاں نمودار کرنے پر مُصر ہوتا ہے، اُفق کی طاقت نہیں ہے کہ آنے والے سورج کی سرخیوں کو چھپا سکے، آنے والی آفتاب کی سرخیوں کو اُفق چھپانے پر قادر نہیں ہے۔ اسی طرح شیخ کے آثارِ قرب قلب کو محسوس ہونے لگتے ہیں۔

بارگاہِ الٰہی میں نااُمیدی نہیں ہے

پھولوں کی جڑوں میں یعنی گلاب، چنبیلی کی جڑوں میں گوبر ہوتا ہے لیکن پھولوں میں خوشبو ہوتی ہے؟ پھولوں کی غذا پلید ہوتی ہے، جس کی غذا پلید ہوگی تو پلید سے خوشبو کیسے آئے گی؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھائی کہ پھولوں کی جڑوں میں تم تو بدبودار کھاد دیتے ہو، لیکن ہم پھولوں میں عرشِ اعظم سے خوشبو بھیجتے ہیں، نسیمِ جنت بھیجتے ہیں، جنت کی ہوائیں آتی ہیں جو کلیوں کی مُہر توڑتی ہیں، یہ پھولوں کا کمال نہیں ہے، پھولوں کا کمال ہوتا تو جڑوں میں جو لید ہے وہ اپنی بہار دکھاتی اور پھول بدبودار پیدا ہوتے۔

اس لیے اے گناہ گارو! ناامید نہ ہو، اگرچہ تمہاری ناف کے نیچے نجاستِ اصلیہ ہے اور اگرچہ تمہارے اخلاق، کردار اور بُری بُری عادتیں بدنظری وغیرہ نجاستِ معنویہ ہے۔ تو تمہارے ناف کے نیچے نجاستِ اصلیہ بھی ہے اور تمہارے قلب میں بُرے بُرے خیالات اور بُری بُری عادتوں کی نجاستِ معنویہ بھی ہے لیکن اس کے باوجود ناامید نہ ہونا، جیسے ہم پھولوں کو کھاد کے باوجود خوشبو دیتے ہیں، تم کو بھی اپنی ولایت اور قرب کی خوشبو سے نواز سکتے ہیں۔ بس میرے ارادے کی دیر ہے، میرا اراداہ اتنا طاقت ور ہے کہ میرا ارادہ نامراد ہو ہی نہیں سکتا، جس کے لیے میں ارادہ کرلوں کہ مجھے اس بندے کو اپنا ولی بنانا ہے تو وہ یقیناً یقیناً یقیناً ولی اللہ ہو جائے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے پر مراد کا تخلف محال ہے۔

اگر اللہ ارادہ کرلیں کہ گلشن اقبال کی جامع مسجد اشرف میں جتنے لوگ آئے ہیں میں سب کو ولی اللہ بنانے کا ارادہ کرتا ہوں تو ناممکن ہے کہ کوئی ولی اللہ نہ ہو، اگر کوئی لاکھ ارادہ کرے کہ میں اللہ والا نہیں بنوں گا تو بتاؤ اللہ کا ارادہ ہم پر غالب ہوگا یا ہمارا ارادہ غالب ہوگا؟ اس لیے اللہ تعالیٰ سے اختر دعا کرتا ہے کہ اے خدا! جتنے لوگ یہاں آئے ہیں اور سارے عالم میں میرے احبابِ غائبین کو اور میرے گھر والوں کو آپ اپنے کرم کے صدقے میں اپنا ولی بنانے کا ارادہ فرمالیجیے۔

اللہ تعالیٰ خالقِ رحمتِ مادرِ کائنات ہیں

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب فرماتے تھے کہ حکیم اختر سنو! اللہ تعالیٰ کی دوستی بڑی آسان ہے کہ خراب چیز یعنی گناہوں کے کنکر پتھر جھولی سے پھینک دو، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہاری جھولی کو بھی پاک کرے گا اور اپنی ذاتِ پاک بھی عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دونوں کام کرتے ہیں، لَآ اِلٰہَ سے ہمارے قلب کی گندگی اور نجاست کو پاک کرتے ہیں اور اِلَّا اللّٰہُ سے اپنے قرب سے نوازش کرتے ہیں۔ آہ کتنا کریم مالک ہے! جیسے ماں چھوٹے بچے کی نجاست دھلاتی بھی ہے اور اسے پاک کپڑے پہنا کر خوشبو لگا کر پیار بھی کرتی ہے۔ بتایئے! ماں کی شفقت اور ماں کی رحمت دونوں کام کرتی ہے یا نہیں؟ بچے کو صاف کرتی ہے، نہلاتی دُھلاتی ہے پھر اس کے بعد خوشبو لگا کر صاف کپڑے پہناتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی دونوں کام کرتے ہیں۔ جب ماں کی رحمت میں یہ خاصیت ہے تو جو رحمت کی بھیک دینے والا ہے، جو سارے عالم کی ماؤں کو رحمت کی بھیک دیتا ہے اس کی رحمت کا کیا عالم ہوگا؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مادراں را مہر من آموختم
چوں بود شمعے کہ من افروختم

اے دنیا والو! ماؤں کو محبت کرنا بھی تو میں نے ہی سکھایا ہے، ورنہ ماں محبت کرنا کیا جانتی، ماؤں کو محبت کرنا میں نے ہی سکھایا ہے، تو میری رحمت کا آفتاب اور میری محبت کا سورج کیسا ہوگا؟ جب بچے پر ماں کی رحمت اور شفقت دونوں کام کرتی ہیں تو ہم خالقِ رحمتِ مادرِ کائنات ہیں، ہماری رحمت تم کو نجاستِ غیر اللہ سے پاک بھی کرے گی اور تمہارے قلب کو صاف

ستھرا کرکے ہم اسے اپنی تجلیٔ خاص کی تجلی گاہ بھی بنادیں گے۔ پھر تمہارے ایمان کی ایسی خوشبو ہوگی کہ جدھر جاؤگے یہ خوشبو پھیلے گی حتیٰ کہ کافر بھی کہے گا کہ کوئی اللہ والا جارہا ہے، اللہ کی خوشبو کوئی نہیں چھپا سکتا۔

ولی اللہ بننے کا نسخہ

جگر مرادآبادی کے استاد اصغر گونڈوی کا شعر ہے ؎

جمال اس کا چھپائے گی کیا بہارِ چمن
گلوں سے چھپ نہ سکی جس کی بوئے پیراہن

اگر اللہ والے اپنی خوشبو بھی چھپالیں اور سب سے کہیں کہ میں تو کچھ نہیں ہوں، لیکن جو سمجھ دار ہوگا وہ سمجھ جائے گا کہ یہ بہت کچھ ہیں جب ہی کہتے ہیں کہ میں کچھ نہیں ہوں۔ جو کچھ نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم بہت کچھ ہیں اور جو بہت کچھ ہیں وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں ہیں، یہ عجیب معاملہ ہے۔

میرے مرشد شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ والا بننا بہت آسان ہے، بس کسی اللہ والے کا ہاتھ پکڑ لو۔ اللہ کا راستہ تنہا طے کرنا بہت مشکل ہے، اسی لیے کسی اللہ والے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لو پھر اللہ کا راستہ صرف آسان ہی نہیں مزیدار ہوجاتا ہے۔ یہ جملہ میرے شیخ فرماتے تھے کہ اللہ والوں کے صدقے میں اللہ کا راستہ صرف آسان ہی نہیں ہوتا، مزیدار بھی ہوجاتا ہے۔ میرے مرشد نے فرمایا کہ ایک رند بادہ نوش، جو شرابی کبابی تھا اور کارِ شبابی بھی کرتا تھا لیکن جب اللہ کو پاگیا اور تمام گناہ چھوڑ دیے تو یہ کہہ کر رویا ؎

جمادے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

اے خدا! میں نے آپ کی راہ میں کنکر پتھر پیش کیے یعنی گناہ چھوڑ دیے تو آپ نے کیا دیا؟ ہم نے خراب کام ہی تو چھوڑے ہیں، گناہوں کے نجاست آلودہ کنکر پتھر ہی تو چھوڑے ہیں یعنی گناہوں سے توبہ کرلی ہے، مگر اس کی برکت سے آپ کو پالیا ہے، بحمد اللہ! اللہ تیرا شکر ہے آپ

کو بڑا سستا پایا ہے، گناہ جیسی خراب چیزیں چھوڑ کر اے مولیٰ تجھ کو پا گیا، اسی کا نام تقویٰ ہے کہ گناہ چھوڑ دو، بس فرض، واجب، سنتِ مؤکدہ ادا کرلو پھر کسی وظیفے کی ضرورت نہیں ہے، وظیفہ پڑھنا نعمت ضرور ہے لیکن ضروری نہیں ہے۔ صرف ایک کام کرلو کہ بُرے کام چھوڑ دو، کام نہ کرو آرام سے ولی اللہ ہو جاؤ۔ اور کون سا کام نہ کرو؟ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، پھر آپ چین ہی چین پائیں گے۔

حفاظتِ نظر کی بہ نسبت نظر بازی میں زیادہ تکلیف ہے

آج لوگ کہتے ہیں کہ صاحب نظر بچانا بڑا مشکل کام ہے، مشکل کام تو ہے مگر نظر بچانے سے درد بھرا دل بھی عطا ہوتا ہے۔ حیدرآباد دکن میں ایک شخص نے کہا یہ پرچہ بڑا مشکل ہے، کہاں تک نظر بچائیں؟ میں نے کہا مشکل تو ہے مگر نظر بچانے کے پرچے سے نظر بازی کا پرچہ زیادہ مشکل ہے۔ کیوں کہ جب تم نے نہیں دیکھا تو حسنِ نامعلوم کا زخمِ حسرت آیا کہ شاید یہ اچھی رہی ہوگی یا اچھا رہا ہوگا؟ جب تم نے نظر بچالی تو شاید ملا، شاید کہ اس کی ناک کی اٹھان کچھ اور رہی ہوگی، تو غمِ شاید ملا اور جب حرام نظر ڈال لی تو یقینی غم ملا، اللہ تعالیٰ کی لعنت اور نبی کی بددعا بھی ملی۔ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ[۹] اے خدا! جو لوگ میرے امتی کہلاتے ہیں مگر نظر کی حفاظت نہیں کرتے ان پر لعنت فرمادے۔

تو حسینوں کو نہ دیکھنے پر زخمِ حسرت ملا اور اس زخمِ حسرت پر اللہ کی رحمت کا پیار ملا، حلاوتِ ایمانی عطا ہوئی، مصیبت سے نجات ملی، سکونِ قلب عطا ہوا اور عزت بھی ملی، معشوقوں نے بھی کہا کہ کوئی اللہ والا جارہا ہے جس نے ہمیں نظر اٹھا کر نہیں دیکھا، ہم تو جب دیکھتے ہیں تو پتلون والے ہی ہم کو دیکھ رہے ہوتے ہیں، یہ کون گول ٹوپی لگائے جارہا ہے جس نے ہماری طرف دیکھا بھی نہیں۔ تو حسینوں کے دل میں بھی عزت ہوئی، مخلوق میں بھی عزت عطا ہوئی، فرشتوں میں عزت عطا ہوئی، اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی عزت ہوئی کہ یہ میرا وفادار بندہ ہے جس

۹ مشکوٰۃ المصابیح: ۲۷۰/۱، باب النظر الی المخطوبۃ وبیان العورات، المکتبۃ القدیمیۃ

نے میری روٹی کھا کر، میرا رزق کھا کر جو خون پیدا ہوا اور وہ خون آنکھوں میں آکر بینائی وروشنی بنا تو اس روشنی کو اس نے مجھ پر فدا کیا، میری نافرمانی میں استعمال نہیں کیا، یہ ہے وفاداری، اور وفاداروں ہی کو ولایت ملتی ہے۔ سکون بھی ملا، چین بھی ملا، عزتِ خلق بھی ملی اور عزتِ خالق بھی ملی، قربِ خالق بھی ملا اور حلاوتِ ایمانی بھی ملی۔

تو جب حیدرآباد دکن میں ایک صاحب نے کہا کہ ہر وقت نظر بچاتے بچاتے تو دل میں بڑی حسرت آئے گی؟ میں نے کہا کہ پھر انعام بھی سن لو۔ میڈ اِن حیدرآباد دکن شعر پیش کررہاہوں، اسی وقت اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ شعر عطاہوا تاکہ سائل کو اطمینان ہوجائے ؎

ہائے جس دل نے پیا خونِ تمنا برسوں
اس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلماں ہوں گے

پھر میں نے دیکھا کہ وہاں ہندو سی آئی ڈی والے کچھ نوٹ کررہے ہیں تو میں نے سوچا کہ یہ لوگ لفظ کافر پر اعتراض نہ کریں لہٰذا میرے دل میں فوراً ایک اور مصرع آگیا ؎

اس کی خوشبو سے مسلماں بھی مسلماں ہوں گے

یعنی ناقص ایمان والے، کمزور ایمان والے مومن، قوی مومن اور خاص ولی اللہ ہوجائیں گے، ولایتِ عامہ کا مومن ولایتِ خاصہ سے مشرف ہوگا۔

حلاوتِ ایمانی کے اثرات

جن بندوں نے نظر بچانے کا غم اٹھایا، زخمِ حسرت اٹھایا ، وہ اپنے سینے میں جلا بھنا کباب رکھتے ہیں، ان کو اتنا ایمان عطا ہوتا ہے کہ اس کی خوشبو سے اور اس کی برکت سے دوسروں کو بھی حیاتِ ایمانی عطاہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کو ادھار رکھا ہے لیکن خود کو ادھار نہیں رکھا، جس وقت نظر بچائی اسی وقت حلاوتِ ایمانی پائی یعنی مولیٰ کی خوشبوئے قرب عطا ہوئی، اللہ اپنی قرب کی خوشبو عطا کردیتے ہیں جس کا نام حلاوتِ ایمانی ہے۔ دل سے سارے جسم میں خون سپلائی ہوتا ہے، دل ہیڈ آفس ہے، حوض ہے، مرکز ہے، جب دل میٹھا ہوتا ہے تو وہ جو خون سپلائی کرتا ہے اس سے کانوں میں قوتِ سامعہ یعنی سننے کی طاقت پیدا

ہوتی ہے تو کان بھی میٹھے ہوجاتے ہیں، آنکھ بھی میٹھی ہوجاتی ہے، زبان بھی میٹھی ہوجاتی ہے، اگر درد بھی اٹھتا ہے تو وہ بھی میٹھا ہوتا ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہے عشق مجھے کس لبِ شیریں کا الٰہی
گر درد بھی اٹھتا ہے تو میٹھا میرے دل میں

اعمال کی قدر و قیمت اسی دنیاوی زندگی میں ہے

بتاؤ! انسان مرنے کے بعد گناہ چھوڑتا ہے یا نہیں؟ یا کسی کا جنازہ گناہ کرسکتا ہے؟ مرنے کے بعد کفن ہٹا کر کسی حسین کو دیکھ سکتے ہو؟ مرنے کے بعد تو کافر بھی گناہ چھوڑ دیتا ہے، مرنے کے بعد کافر بھی گناہ نہیں کرتا، یہودی عیسائی بھی گناہ نہیں کرتا، ہندو بھی نہیں گناہ کرتا تو پھر ہمارا کیا کمال ہے؟ اے سالکین کرام! اے صوفیائے کرام! پھر ہماری گول ٹوپیوں کا، ہماری تسبیح کا، ہماری اشکبار آنکھوں کا کیا کمال ہے کہ ہم مرنے کے بعد گناہ چھوڑیں، جیتے جی گناہ چھوڑ دو تو جیتے جی اللہ کو پاجاؤ گے، جیتے جی مولیٰ کو پاجاؤ گے۔ ایک آدمی میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ مجھے مولیٰ والا بنادیں، میں چاہتا ہوں کہ مولیٰ کے پاس تو جانا ہے لیکن مولیٰ کے پاس بغیر مولیٰ نہ جاؤں، مولیٰ کے پاس مولیٰ کو لے کر جاؤں۔ یہ ظالم میرے پاس آتا ہے، اس نے یہ جملہ مجھ ہی سے سیکھا ہوگا۔

اہل اللہ کا بے مثل جذبۂ ندامت

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہر کجا بینی تو خوں بر خاکہا
پس یقیں می داں کہ آں از چشمِ ما

اے دنیاوالو! جہاں بھی زمین پر دیکھنا کہ کچھ خون پڑا ہوا ہے تو یقین کرلینا کہ جلال الدین رومی ہی وہاں اللہ کی محبت میں خون کے آنسو رویا ہوگا۔ پوری کائنات میں جہاں دیکھنا کہ خون پڑا ہے

تو سمجھ لینا کہ جلال الدین اللہ کی عظمتوں کے سامنے، قیامت کے خوف سے، اپنی نالائقیوں پر ندامت کی وجہ سے خون کے آنسو رویا ہو گا۔ اس کا نام جذبۂ گر فتن ہے یعنی اللہ والوں کو اتنا جذبۂ ندامت ہوتا ہے کہ اگر وہ سارے عالم میں خون کے دریا کے دریا رولیں تو بھی اللہ کی عظمت کے سامنے اپنے گناہوں پر ندامت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اسی جذبے کے طور پر مولانا رومی نے یہ شعر کہا تھا۔ اور مولانا رومی اللہ تعالیٰ سے عرض کر رہے ہیں ؎

اے دریغا اشکِ من دریا بدے
تا نثارِ دلبرے زیبا شدے

اے خدا! چند آنسو رونے سے ہماری تسلی نہیں ہوتی، لہٰذا ہمارے آنسوؤں کو دریا بنا دے تا کہ جلال الدین رومی دریا کے دریا آنسو آپ پر فدا کر دے۔ اللہ والوں کے یہ جذبات ہوتے ہیں۔ اللہ والوں کے قلب میں کیا کیا جذبات ہوتے ہیں اور ان کے قلب کے عالم میں کیا کیا عالم ہوتا ہے، دوسرا اس کو کیا جانے۔ درد والے کے درد کو بے درد کیا جانے کہ درد کیا چیز ہوتی ہے۔

اب جلدی سے دو تین باتیں پیش کرتا ہوں: پہلی بات یہ کہ میرے مرشدِ ثانی شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم جب شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ابو داؤد شریف پڑھ رہے تھے تو شیخ الحدیث نے ان کے بارے میں فرمایا کہ مولانا ابرارالحق صاحب جب مجھ سے ابو داؤد شریف پڑھ رہے تھے تو اسی وقت سے یہ صاحبِ نسبت یعنی ولی اللہ ہیں۔

ضرورتِ شیخ کی ایک مثال سے وضاحت

دوسری بات یہ کہ میرے مرشدِ ثانی شاہ ابرارالحق صاحب مجھ کو ہردوئی شہر میں ایک مریض کی عیادت کے لیے لے گئے، اس کے گھر کے سامنے دو گھر تھے، ایک گھر کے سامنے گدھے کی لید، گھوڑے کی لید، کانٹے اور گندگی پڑی ہوئی تھی اور دوسرے گھر کے سامنے ایک مالی بیٹھا ہوا تھا اور گلاب، چنبیلی اور بیلا کے خوشنما پھول اور گھاس سلیقے سے لگی ہوئی تھی۔ تو میرے مرشد نے فرمایا کہ دیکھو جہاں مالی ہے اس گھر کے صحن اور دروازے کے

سامنے گلشن اور گلستان اور رشکِ چمن نظارہ نظر آرہا ہے اور جس گھر کا کوئی مالی نہیں ہے اس کے سامنے گدھے گھوڑے کی لید، کانٹے اور گندگیاں نظر آرہی ہیں۔ اسی طرح جس دل کی زمین پر اللہ والوں کی تربیت کا فیضان ہوتا ہے۔ اس کے دل میں اللہ کی محبت کے پھول کھلے ہوتے ہیں، اور جس کے دل میں کوئی باغباں، کوئی مرشد نہیں ہوتا اس کے دل میں شہوات کے بُرے بُرے خیالات اور گناہوں کی لید اور گوبر ہوتے ہیں۔

تقویٰ میں کمی سے تعلق مع اللہ میں کمی کا تعلق

تیسری بات یہ کہ میرے شیخِ ثانی شاہ ابرارالحق صاحب مرشد دامت برکاتہم حج کرنے کے لیے کار پر جدہ سے مکہ جارہے تھے، راستے میں حضرت نے فرمایا کہ جلدی سے ایئرکنڈیشن چلاؤ، لُو چل رہی ہے، موسم گرم ہے۔ کار حضرت کے خلیفہ انجینئر انوارالحق صاحب چلارہے تھے، انہوں نے عرض کیا کہ حضرت میں نے ایئرکنڈیشن فل چلادیا ہے لیکن لگتا ہے کہ کسی کے دروازے کا شیشہ کھلا ہوا ہے اس لیے ٹھنڈک محسوس نہیں ہورہی۔ دیکھا تو میرا ہی شیشہ صرف آدھا انچ کھلا تھا جس کی وجہ سے گاڑی میں ٹھنڈک نہیں ہورہی تھی۔ لوگ کہتے ہیں کہ تھوڑا سا گناہ کرلینے میں کیا ہے؟ میں بڑے بڑے گناہ تو نہیں کرتا یعنی پورا شیشہ نہیں کھولتا۔ میرا شیشہ بھی تھوڑا ہی سا تو کھلا تھا لیکن اس نے ایئرکنڈیشن کی ٹھنڈک کو بے کار کردیا۔ تو حضرت شاہ ابرارالحق صاحب نے فرمایا کہ جو لوگ نیکیاں بہت کرتے ہیں لیکن گناہوں کا ذرا سا شیشہ کھول لیتے ہیں، کبھی کبھی حسینوں کو دیکھ لیتے ہیں اور پوری آنکھ سے بھی نہیں دیکھتے، بس گوشۂ چشم سے دیکھتے ہیں، آنکھوں کے کونے سے دیکھتے ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا یہ جو گناہوں کا تھوڑا سا شیشہ کھلتا ہے اس سے بھی اللہ کے ذکر کی وہ ٹھنڈک، وہ چین وسکون اور مولیٰ کا نام لینے کا مزہ کم ہوجاتا ہے۔ اور جو سارے شیشے چڑھادے، آنکھوں کا شیشہ بھی اور کانوں کا شیشہ بھی یعنی سارے اعضا کو گناہوں سے بچالے، اگر کبھی شیشہ کھل جائے تو توبہ واستغفار اور اشکبار آنکھوں سے اس کی تلافی کرتا رہے تو پھر ذکر کی ٹھنڈک دل میں آجاتی ہے۔ جب ہم نے گاڑی کا شیشہ چڑھادیا تو گاڑی میں ایئرکنڈیشن کی ٹھنڈک آگئی۔ ایسے ہی جن کا شیشہ کھل جائے یعنی کبھی گناہ ہوجائے تو دو رکعت صلوٰۃ توبہ پڑھ کر اشکبار

آنکھوں سے زور دار معافی مانگو۔ گویا کہ شیشہ پھر چڑھ گیا، ایئر کنڈیشن پھر چالو ہو گیا۔

اہلِ علم کے لیے صحبتِ اہل اللہ کی ضرورت

اب چوتھی بات سنا کر آج کا بیان ختم کرتا ہوں۔ چوں کہ آج ہمارے شیخ مولانا شاہ ابرارالحق صاحب تشریف لا رہے ہیں تو میں نے سوچا کہ آپ لوگوں کو حضرت کے کچھ ارشادات سنا دوں۔ تو چوتھی بات یہ ہے کہ جب جدہ سے مکہ شریف جاتے ہوئے ہمارے پیر بھائی انجینئر انوارالحق ایک پیٹرول پمپ پر پیٹرول لینے کے لیے رکے تو وہاں ایک بہت بڑا آئل ٹینکر بھی آ گیا جس کی پیٹھ پر دس ہزار گیلن پیٹرول لدا تھا۔ اب اس نے بھی کہا کہ دو گیلن ہم کو بھی دے دو۔ تو حضرت نے انوارالحق صاحب سے فرمایا کہ یہ پیٹرول پمپ والے سے دو لیٹر پیٹرول کیوں مانگ رہا ہے؟ اس پر تو خود دس ہزار گیلن پیٹرول لدا ہوا ہے تو انوارالحق صاحب نے کہا کہ حضرت دس ہزار گیلن پیٹرول اس کی پیٹھ پر ہے اس کے انجن میں نہیں ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ علم اگر پیٹھ پر ہو مگر دل میں اللہ کی محبت نہیں ہو، مدرسوں سے علم کی کمیات تو سیکھ کر آیا ہو مگر اللہ والوں سے اللہ کی محبت کی کیفیتِ احسانیہ اور کیفیتِ محبت نہیں سیکھی ہو تو اس کے پیٹھ پر لدا ہوا علم ایسا ہے کہ نہ خود فائدہ اٹھا سکتا ہے نہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

پھر فرمایا کہ جس طرح پیٹھ پر لدے ہوئے پیٹرول سے گاڑی نہیں چلے گی، کسی پیٹرول پمپ میں جانا پڑے گا، اسی طرح اہلِ علم کو بھی چاہیے کہ اللہ والوں کے پاس جائیں، ان کے سینے محبتِ الٰہیہ کے پیٹرول پمپ ہیں، اللہ کی خشیت کے پیٹرول پمپ ہیں، ان سے کہو کہ ہمارے دل میں بھی اللہ کی کچھ محبت عنایت فرمائیے۔ ہماری پیٹھ پر علم تو ہے، سر پر بڑی سی دستار تو ہے اور علم کی سند بھی بہت بڑی ہے لیکن یہ سب پیٹھ پر لدا ہوا ہے، اب آپ میرے قلب میں اللہ کی محبت و خشیت کا کچھ پیٹرول بھی عنایت فرما دیجیے۔

مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلِ علم کو اپنے علم پر غرور و ناز نہیں کرنا چاہیے، اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانے سے شرمانا نہیں چاہیے، جب مولیٰ پا جاؤ گے تب دل سے ان پر فدا ہو جاؤ گے کہ اللہ والوں سے کیا ملتا ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس طرح امرود والوں سے امرود ملتا ہے، مٹھائی والوں سے مٹھائی ملتی ہے

اور کباب والوں سے کباب ملتا ہے، جب ہر چیز اس کے والوں سے ملتی ہے تو اللہ بھی اللہ والوں سے ملتا ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کے ساتھ اختر کو اللہ نے تین سال مسلسل ان کی مجلس میں بیٹھنے کا شرف عطا فرمایا، فرماتے ہیں ؎

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا
جو دستارِ فضیلت گم ہو دستارِ محبت میں

اب دو شعر اور سن لیں، ایک شعر بہت بڑے بزرگ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، وہ بھی میرے مربی تھے۔ ان کا شعر ہے ؎

عشق جس کا امام ہوتا ہے
اس کا اونچا مقام ہوتا ہے

بتایئے! ریل جلدی جدہ پہنچے گی یا جہاز؟ کیوں کہ جہاز میں زیادہ اسٹیم ہوتا ہے۔ عشق میں اسٹیم ہوتا ہے، عقل میں اسٹیم نہیں ہوتا۔ اسی لیے اہلِ عقل پر فرض ہے کہ عشق کی اسٹیم حاصل کر کے پھر اُڑیں۔ تو فرمایا ؎

عشق جس کا امام ہوتا ہے
اس کا اونچا مقام ہوتا ہے

جہاز سائز میں چھوٹا ہوتا ہے، اس میں لوہے کی کمیت اور مقدار کم ہوتی ہے مگر چار گھنٹے میں جدہ پہنچ جاتا ہے اور ریل تو ایک مہینے میں بھی پہنچ جائے تو غنیمت ہے۔ اب میرا شعر بھی سن لیجیے ؎

نفس جس کا امام ہوتا ہے
اس کا نیچا مقام ہوتا ہے

اور نفس کیا ہے؟ دل کی بُری خواہشات۔ اس شعر پر سب لوگ اگر ایک ایک لاکھ روپے بھی انعام دو تو بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا کیوں کہ یہ ذوالمعنیین ہے، اس میں دو معانی ہیں۔

بس اب دعا کر لیں۔ دعاؤں کے جو پرچے آئے ہیں بتایئے! ان میں جو کچھ لکھا ہے اللہ سب جانتا ہے یا نہیں؟ لہٰذا یہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! ان پرچوں میں جو کچھ لکھا ہے اور جنہوں نے پرچے نہیں بھی دیے، تو پرچے والوں اور بے پرچے والوں سب کی سن لیں، ہم

سب کے دل میں جتنی جائز حاجتیں ہیں سب پوری فرمادیں اور جتنے گناہ ہیں سب سے ہم سب کو پاک فرمادیں۔ اے اللہ! ہمارا ایک لمحہ بھی آپ کی ناراضگی کے فعل میں نہ گزرے۔ ہماری حیات میں وہ ایمان داخل فرمادیں کہ جس سے ہم ہر لمحۂ حیات آپ پر فدا رہیں اور ایک سانس بھی آپ کو ناراض کرنے والے کسی گناہ میں مشغول نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جذب کرکے اللہ تعالیٰ اولیائے صدیقین کی حیات پاکیزہ عطا فرمادیں۔ اے اللہ! ہم اپنی نالائقیوں سے باز نہیں آرہے ہیں، آپ ہمیں زبردستی جذب کرکے اپنا بنالیجیے۔ جیسے چھوٹے بچے بھاگتے ہیں توماں پکڑتی ہے کہ بیٹا کھانا کھالو، اب بچہ بھاگا جارہاہے اور ماں پیچھے پیچھے دوڑتی ہے، خود بھی ہنستی رہتی ہے اور بچہ بھی ہنستا رہتا ہے، آخر میں پکڑکر اس کو گود میں اٹھالیتی ہے۔ اے خدا! ہم بھی نالائق ہیں، آپ سے دور بھاگ رہے ہیں، گناہوں کی طرف بھاگ رہے ہیں، آپ ماؤں کو رحمت دینے والی اپنی رحمتِ مادر کے صدقے میں ہم سب کو اپنی طرف کھینچ لیجیے اور ہمیں اپنا بنالیجیے، ہمیں جذب کرکے وہ دل عطا فرمادیجیے جو آپ اپنے اولیاء کے سینے میں رکھتے ہیں، ہمارے سینے میں بھی اپنے دوستوں کا دل رکھ دیجیے۔ اگر جاپان ری کنڈیشن موٹر تیار کرسکتا ہے، ٹوٹے پھوٹے پرزوں والی پرانی اور خراب گاڑیوں کو ایک دم نئی کرکے تیار کرسکتا ہے تو ہمارے خراب دل کو، گناہ گار دل کو آپ ری کنڈیشن کردیجیے، ہمارے سینوں میں اللہ والوں کا دل رکھ دیجیے، وہ دل جو سینما، وی سی آر اور ٹیڈیوں کے چکر میں ہے اس قلب کو اے مولیٰ! اپنی محبت سے نوازش فرماکر اسے ری کنڈیشن کردیجیے۔ بس میرے اللہ! اب میرے پاس الفاظ نہیں ہیں، اختر اپنی لغت کی تقصیرات سے مجبور ہے لہٰذا آپ کی رحمت سے فریاد کرتا ہے کہ آپ بغیر لغت کے، بغیر الفاظ کے ہماری آہ کو سن لیجیے، اختر کو اور اس کی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو اور قیامت تک آنے والی تمام ذرّیات کو اور میرے سارے احبابِ حاضرین اور احبابِ غائبین کو اور ان کی ذرّیات کو بھی جذب کرکے اپنا ولی بنادیجیے اور ساری امتِ مسلمہ کے حق میں بھی ان دعاؤں کو قبول فرمالیجیے۔ اے اللہ! ہمیں دنیا بھی دے دیجیے اور آخرت بھی دے دیجیے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ

اُمورِ عشرہ برائے اصلاحِ معاشرہ

از محی السنۃ حضرتِ اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے
دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاءاللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا۔ اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بدنگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاقِ ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص و طمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قرأت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقے کو سیکھنا۔ نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ مسنون طریقے پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلامِ پاک کے حُسن و جمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعدِ اخفاء واظہار، معروف و مجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات و معاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت و پریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں۔ نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر و ثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب و روز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ مؤکدہ، سُنتِ غیر مؤکدہ، مستحب و مباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر و شرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہٗ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

اس دنیا کا خود اپنا وجود عارضی ہے، ایک دن زمین کا یہ گولہ اپنی تمام تر رنگینیوں کے ساتھ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ انسان دنیا کی اس عارضی زندگی میں دنیا کی ہر چیز دائمی چاہتا ہے اور اس کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دیتا ہے۔ مگر دائمی زندگی کی تیاری سے غفلت میں پڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اسی لیے مبعوث فرماتے ہیں کہ وہ انسان کی آنکھوں پر پڑی غفلت کی پٹی کو ہٹا کر اس کا رخ دنیا کی عارضی لذتوں سے موڑ کر حیاتِ دائمی کی راحتِ دائمی کے حصول کی طرف پھیر دیں۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ "حیاتِ دائمی کی راحتیں" میں اس بات کو نہایت موثر انداز میں بیان فرمایا ہے کہ حیاتِ دائمی کی راحتوں کا دار و مدار صرف اللہ کے فضل پر موقوف ہے اور اس فضل کو حاصل کرنے کے ذرائع ایمان، تقویٰ اور اعمالِ صالحہ ہیں۔ یہ وعظ حضرت اقدس کے دو مواعظ کا مجموعہ ہے جس میں حضرت اقدس نے حیاتِ دائمی کی راحتیں حاصل کرنے کے لیے ایمان، تقویٰ اور اعمالِ صالحہ پر عمل کرنے کے نہایت آسان نسخے بیان فرمائے ہیں۔

www.khanqah.org

AW-135